ہندوستان کا سماجی ڈھانچہ

سبق نمبر	سبق کا عنوان	مقاصد	سرگرمی
19	ہندوستان کا سماجی ڈھانچہ	اس سبق کو پڑھنے کے بعد آپ: چھوت چھات کے رواج کو واضح کر سکیں گے جو ہندوستانی سماجی نظام پر غالب تھا۔ ہندوستان میں غلامی کے رواج کے بارے میں بتا سکیں گے؛ پرش ارتھ، آشرم اور سنکار کو سمجھ سکیں گے؛ ججمانی نظام کو وضاحت کر سکیں گے؛ ہندوستانی سماج نظام میں خاندان اور شادی کے رول کا تجزیہ کر سکیں گے؛ ہندوستان میں قبائل کی حالت کو پرکھ سکیں گے؛	اپنے والدین اور استاد، یا اپنے خاندان یا پڑوس کے دوسرے بزرگوں کے ساتھ بات چیت کے ذریعہ اس سبق کو سمجھنا

تعارف

ہم ہندوستانی ثقافت کے تنوع، اس ملک میں بسنے والے مختلف طرح کے لوگوں اور ان کے رنگا رنگ رسوم ورواج اور رویئوں کے بارے میں مطالعہ کررہے ہیں۔ شاید دنیا کے دوسرے حصوں سے زیادہ ہندوستان ایک ایسا ملک ہے جہاں علاقہ پر مبنی لوگوں کی کثیر شناختیں ہیں (یعنی شمالی مشرقی ہندوستان، دکن اور جنوبی ہندوستان) ان کی شناخت زبان (یعنی ہندی، تامل اور تیلگو) ہے۔ان کی ایک شناخت مذہب یعنی ہندو، مسلم، عیسائی، بودھ، جین، اور سکھ ہے۔ان شناختوں میں سے ہر ایک کا مجموعی اور سماجی تعلقات کے مطابق دوسری شناختیں بھی ہیں یعنی الگ سماجی ڈھانچہ تاہم اس طرح کے دھاگے موجود ہیں جوان میں سے کئی کو ایک ساتھ پروئے ہوئے ہیں۔

ہندوستانی سماج کا ڈھانچہ

قبائل ایک سب سے زیادہ پرانی نسل اور سماجی تنظیم تھی۔قبائل کی ایک بڑی تعداد مثلاً منڈا، ہواوران، بھیل، گیڈی، سنتھال کول، کاندھ، کھاسی، گارو، میجو، ناگا آج بھی ہندوستان میں موجود ہیں اور ہندوستان کے مختلف علاقوں میں آباد ہیں۔آئین ہند میں درج ایک گروپ میں مجتمع ان کو درج فہرست قبائل کہا جاتا ہے۔

اہم ایک قبیلے سے دوسرے قبیلہ میں اس طرح فرق کرسکتے ہیں:

قبیلہ ممبران کے سبھی ممبرا ایک دوسرے کے ساتھ رشتہ میں بندھے ہوتے ہیں ان کا ایک مشترکہ پرکھا ہوتا ہے

سبھی ممبران کو وسائل اور املاک تک یکساں اور مساوی رسائی حاصل ہوتی ہے۔

نجی املاک کا احساس شاذ و نادر ہی نظر آتا ہے اور سماجی فرق صرف عمر اور جنس کی بنیاد پر ہے۔

وہ قبائل جو ویدک دور میں موجود تھے مثلاً بھرت یادو اور پورو وغیرہ زیادہ نمایاں اور بڑے قبائل تھے۔قبیلہ کے سردار کو راجہ کہا جاتا تھا۔اور ورن نظام نے سماج کو چار گروپوں میں تقسیم کر دیا تھا۔

برہمن: جو پجاری کے طور پر کام کرتے تھے۔

کشتریہ: جو سیاسی کاموں سے جڑے ہوئے تھے۔

ویش: یہ زیادہ تر زرعی فرقہ ہوتا تھا۔

شودر: یہ غلام طبقہ تھا۔
شاک، کسان، پراتھیان اور ہند۔ یونانی قبائل کی ہندوستان آمد کے بعد ورن/ جاتی نظام مزید تبدیلیوں سے گزرا۔ پانچویں اور ساتویں صدی کے دوران اس تنظیم میں اور زیادہ تبدیلیاں ہوئیں۔ زمین کی تقسیم کے ذریعہ زمینداروں کی تخلیق کے نتیجہ میں ویش غلام کسان میں تبدیل ہو گئے۔ قبائل کاشت کاروں کی بڑی تعداد کو شودر قرار دیا گیا۔ اس کے نتیجے میں شودر اوس ویشوں کی طرح کسان بن گئے۔ اب ویش اور شودر ایک ہی طبقہ میں شامل تھے۔
عہد وسطی کے دوران خاص طور سے جنوبی ہند میں شودروں کو ''پاک'' (ست) اور ''ناپاک'' (است) طبقوں میں تقسیم کر دیا گیا۔ جنوب میں انھیں خاص طور سے ''بائیں ہاتھ والا'' (اونگائی) اور ''دائیں ہاتھ والا'' (ویلنگائی) کہا جاتا تھا۔ جدید ادوار میں ذات کے نظام نے کچھ نئی خصوصیات اختیار کر لی ہیں اختیار کر لی ہیں۔ ذات اور جدید دور کی ذات پات مخالف تحریکوں کے نتیجے۔ میں مزید نئی ذاتوں کی تشکیل ہوئی۔ چنانچہ برہم سماجیوں نے وہ مرتبہ حاصل کر لیا جو ذات سے بڑی مشابہت رکھتا ہے۔ ٹھوس علاقائی تغیر پیدا ہو گیا اور اس وجہ سے اس کو درست انداز میں واضح کرنا ناممکن ہے۔ علاقے، ذیلی علاقے، معاشی حیثیت، سیاسی اقتدار سے قریب، دستکاری، پیشہ، ایک مخصوص دیوی دیوتا کی پرستش ان سبھی چیزوں نے ایک ساتھ مل کر اس کی تشکیل اور متاخرہ تبدیلیوں میں ایک اہم رول ادا کیا۔ ذات کے نظام کا اثر اتنا زیادہ گہرا تھا کہ اس کے باوجود کہ مساوات کے حامی مذہبی اصلاح کاروں بساؤ، راما نند اور کبیر نے اپنے پیروکاروں کے درمیان ذات پات ختم کرنے کی کوشش کی لیکن ان کے فرقوں نے جلد ہی نئی ذاتوں کی خصوصیات اختیار کر لیں۔ سکھ بھی ذات پات کے احساس پر قابو نہیں پا سکے۔ یہاں تک کہ مسلمانوں کے درمیان بھی ذات پر مبنی گروپ بن گئے۔ کیرالہ کے شامی عیسائی بھی جو پہلے طبقوں میں تقسیم ہو گئے تھے، بعد میں ذات پر مبنی تقسیم سے متاثر ہو گئے۔ تبدیل مذہب کر کے عیسائی بننے والے ذات پر مبنی رقابت کو اپنے ساتھ لے کر آئے اور تبدیل مذہب کرنے والے اعلیٰ ذاتوں کے لوگ اپنے آپ کو نچلی ذاتوں کے تبدیل مذہب کرنے والوں سے مقدم سمجھتے تھے۔

سماجی مسائل

چھوت چھات:
1۔ ہندوستانی سماج میں خالص اور آلودگی کے تصور کا اظہار اس زمرے کی تشکیل سے ہوتا ہے جس کو اچھوت (انتیاج) کہا جاتا تھا۔
2۔ ان لوگوں کو برہمنی سماج سے باہر کا سمجھا جاتا تھا۔
3۔ حکومت ہند کے چھوت چھات کو ماننے اور اس کو بڑھاوا دینے کے خلاف کئی قوانین وضع کیے۔
4۔ تعلیم اور سماجی تحریکوں نے ان لوگوں اور دوسروں کے درمیان بڑے فاصلے کو کم کرنے میں اہم حصہ ادا کیا۔ یہ امید کی جاتی ہے کہ یہ غیر انسانی رواج ہی ختم ہو جائے گا۔

غلامی:
1۔ غلام کے لیے سنسکرت کا لفظ ''داس'' ہے جس کا ابتدائی مطلب اس فرد سے ہے جس کو نقل مکان کرنے والے آریائی غول پکڑ لیتے تھے۔ ان ''داسوں'' سے جبراً مزدوری کرائی جاتی تھی۔
2۔ یہ غلام درحقیقت اپنے مالک کے خاندان کے محکوم مخبر ہوتے ہیں۔
3۔ قدیم دور میں غلاموں کی کوئی منڈی نہیں تھی تاہم عیسائی عہد کی اوّل صدیوں میں ہندوستان اور رومی سلطنوں کے درمیان غلام لڑکیوں کی دوطرفہ تجارت ہوتی تھی۔ اور 16ویں صدی کی وجے نگر سلطنت میں غلاموں کی منڈیاں موجود تھیں۔
4۔ غلامی ایک جانا مانا رواج تھا اور مالک اور غلام کے درمیان قانونی تعلق کو صاف طور پر واضح کیا جاتا تھا۔
5۔ ہندوستان میں موجود غلامی کا چلن اپنی شکل اور مفہوم دونوں کے لحاظ سے مختلف تھا۔ اور یہ قدیم یونانی اور رومی غلامی رواج سے بالکل الگ تھی۔ یہی وجہ ہے کہ میگا ستھنیس کو ہندوستان میں غلام نظر نہیں آئے۔
6۔ ''ارتھ شاستر'' میں کہا گیا ہے کہ انسان جنم سے ہی غلام ہوتا ہے یا تو وہ خود اپنے آپ کو بیچ دیتا ہے یا جنگ میں گرفتار ہوتا ہے یا قانونی سزا کے نتیجہ میں غلام بنا لیا جاتا ہے۔

7۔ دہلی کے سلطان بڑی تعداد میں غلام (بندگان) رکھتے تھے۔
8۔ 16ویں صدی میں پرتگال بڑے پیمانے پر غلاموں کی تجارت کرتے تھے۔لنسوئن نے گوامیں غلام تجارت کا بھیانک احوال بیان کیا ہے۔غلاموں کی بڑی تعداد کو''خالصہ'' (شاہی زمینوں) اور کارخانوں میں استعمال کیا جاتا تھا۔ برطانوی اقتدار کے دوران بھی اس طرح کی غلامی جاری رہی اور پھر لارڈ کارنیوالس نے اپنے ایک فرمان میں اس پر کڑی نکتہ چینی کی۔غلاموں کی تجارت پر اب پوری طرح سے پابندی ہے۔

پورش ارتھ، آشرم اور سمسکار

پرش ارتھ، آشرم اور سمسکار کے تین تصورات باہم مربوط ہیں پرش ارتھ سے مراد ہے زندگی کا مقصد جس کو چار آشرموں یا مرحلوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ ہر آشرم کے مخصوص ''سمسکار'' یا رسومات ہیں جن کی انجام دہی ضروری ہے۔زندگی کے چار مقاصد ہین۔پہلا ''دھرم'' (درست رویہ) ''ارتھ'' (وہ جستجو جس سے رزی روٹی حاصل کی جاتی ہے) ''کام'' (دنیاوی خواہشات) اور ''مورکش'' (نجات)

برہم چریہ آشرم پہلا آشرم ہے جس کا اہم سمسکار ''اپنیان سمسکار'' (مقدس دھاگے کی رسم) اور پھر انسان اپنے آپ کو گھریلو فرائض کو نبھانے کے لیے تیار کرتا ہے۔

گرہست آشرم وہ مرحلہ ہے جہاں وہ دھرم کے مطابق ''ارتھ'' اور کام کو انجام دیتا ہے۔شادی کرتا ہے، اس کے بچے ہوتے ہیں اور وہ اپنے خاندان کی پرورش کے لیے روزی روٹی کماتا ہے اور سماج کے تئیں اپنی ذمہ داریوں کو نبھاتا ہے۔

ون پرستھ آشرم وہ مرحلہ ہے جہاں انسان اپنے خاندان کو تیاگ کر جنگلوں میں چلا جاتا ہے اور اپنے آپ کو تمام دنیاوی آرزوں اور خواہشات سے الگ کر لیتا ہے۔

سنیاس آشرم وہ مرحلہ ہے جب انسان سماج سے تمام رشتہ ناطے توڑ کر تیاگ کی زندگی جیتا ہے اور ایک پسوں بن جاتا ہے جو مستقل طور سے موکش کے حصول کے لیے سرگرداں رہتا ہے۔

انسان کی زندگی سے لے کر اس کی موت کے تصور تک سمسکار سب سے اہم مرحلہ ہے۔سبھی سمسکار بالائی تین ورنوں کے مخصوص تھے اور یہ شودروں اور اچھوتوں کے لیے نہیں تھے۔بالائی ورنوں میں بھی عورتوں کو اس سمسکاروں میں سے زیادہ تر کو نبھانے کا حق نہیں تھا۔

جمانی نظام

جمانی نظام ایک طرف تو دیہی طبقات کے گروپوں اور دوسری طرف خدمتگار اور دستکار ذاتوں کے درمیان امدادی تعلق کو کہتے تھے۔اس نظام میں خدمتگار ذات زمین کی مالک کسان ذات کو اپنی خدمات مستعار دیتے تھے اور اسی طرح سے وہ اونچی اور حاکم ذاتوں کو بھی اپنی خدمات فراہم کرتے تھے۔اور وہ پیداوار میں مقررہ حصہ اور بعض معاملوں میں زمین کو چھوٹے سے حصہ کے روایتی طور پر حقدار ہوتے تھے۔اس طرح سے چمڑے کا کام کرنے والے 'حجام' ہار گوندھنے والے ہل چلانے والے اور مختلف اقسام کے لوہار اعلیٰ ذاتوں یا بڑے زمیندار گروپوں کے لیے کام کرتے تھے۔اور اپنی بعض اوقات اجناس کی شکل میں زمین کے ٹکڑے کی شکل میں ادائیگی کی جاتی تھی۔اب زرکاری، شہرکاری اور صنعت کاری کے زیر اثر خدمت اک یہ نظام ٹوٹتا جارہا ہے۔

خاندان

روایتی ہندوستانی خاندان ایک بڑے رشتہ داری گروپ کی صورت میں ہوتا تھا جس کو عام طور سے مشترکہ خاندان کہا جاتا تھا۔مشترکہ خاندان وہ ہوتا تھا جس ایک یا اس سے زیادہ نسلیں ایک ہی چھت کے نیچے یا مختلف چھتوں کا سربراہ ہوتا تھا اور املاک کی دیکھ بھال کرتا تھا۔خاندان کی سربراہی روایتی طور پر مرد کرتے تھے۔لیکن کئی علاقے ایسے بھی تھے جہاں خاندان مادری ہوتے تھے جن میں خاندان کی سربراہی وراثتی طور پر عورتوں کے سلسلے میں رہا کرتی تھی۔اس طرح کی روایت میں کیرالہ اور ناگالینڈ اور میگھالیہ جیسے شمال مشرقی علاقوں میں آج بھی برقرار ہے۔

ہندوستان میں خاندانی روایتی طور پر رسوم ورواج اور مقدس اصول وضوابط کے دو مکاتب فکر کے زیر نظام چلتے ہیں۔ یہ ''متیا کشر'' اور ''دیابھاگ'' پر مبنی ہیں بنگال اور آسام کے زیادہ تر خاندان ''دیابھاگ'' کے ماننے والے ہیں جب کہ باقی ماندہ ہندوستان ''متیاکشر'' پر عمل کرتا ہے۔ مذہبی اصول وضوابط بہت بڑے خاندان یا ناقابل انتظام مشترکہ خاندان کو توڑنے کی اجازت دیتا ہے۔

شادی

خاندان ایک انتہائی اہم سنکاری رسم کا نتیجہ ہیں جسے شادی کہا جاتا ہے۔ اپنی نوعیت کے لحاظ سے شادیاں کئی اقسام کی ہوتی ہیں مثلاً ہاپر گیمس (نام نہاد اعلیٰ ذات کا مرد اور کمتر ذات کی عورت) یا انولوم اور ہاپو گیس (کم تر ذات کا مرد اور اعلیٰ ذات کی عورت) یا مختلف ورن/ ذات کے درمیان معاہدہ پر مبنی پرتی لوم۔ رشتہ داروں کی تعداد پر مبنی یک زوجگی، کثیر زوجگی اور چند شوہری شادی کی کچھ دوسری اقسام ہیں۔

عام طور پر جوڑے کی شادی ان کے والدین طے کرتے ہیں جو عام طور پر ایک ہی ذات سے لیکن مختلف گوتر (وہ افراد جن کا ایک ہی پرکھا ہو) سے تعلق رکھتے ہیں اور ان کے اوپر ''ہراداس'' (ممنوعہ ور) عاڑ ہوتا ہوا گر وہ دیوج زمرے کے گوتر سے ہیں اور پراواس نچلے دونوں/ ذات کے زمروں پر عائد نہیں ہوتا۔ پراواس کا تعلق ممنوعہ حدود کے اصولوں سے ہے اور اس کی ان خاندانوں میں سختی کے ساتھ پابندی کی جاتی ہے جو مشترکہ پدری پرکھے سے ہوں۔ ان خاندانوں میں مشترکہ پدری پرکھے سے تعلق رکھنے والوں میں ساق نسلوں تک اور مادری پرکھے سے تعلق رکھنے والوں میں پانچ نسلوں تک شادی نہیں ہوسکتی۔ تاہم ہندوستان کے جنوبی حصہ میں اس اصول پر کبھی عمل نہیں کیا جاتا اور وہاں چچازاد اور دوسری میں شادیاں ہوتی ہیں جنھیں قانونی اور سماجی طور پر تسلیم کیا جاتا ہے۔

عورتیں

ہندوستان میں عورتوں کی تاریخ بتدریج زوال کی داستان ہے۔

ویدک دور میں سرخیلی کے تحت بھی عورتیں جنگلوں کے علاوہ قبیلہ کے معاملات میں شرکت کرتی تھیں۔ وہ بھجن لکھی تھیں۔ وہ بالغ ہونے کے بعد اپنی پسند کے مرد سے شادی کرسکتی تھیں۔ لیکن مابعد ویدک مرحلہ میں' قبائلی رواجوں کے ٹوٹنے کے ساتھ ان کی حالت تنزلی کا شکار ہونے لگی۔ قدیم قانونی کتابوں نے عورت کو شودر کے مقام تک گرا دیا کچھ ذاتی املاک کے علاوہ (استری دھن) ان کو املاک میں کس طرح کا حق کا حاصل نہیں تھا۔ یہاں تک کہ معلومات وآگہی کے راستہ بھی عورتوں پر بند کر دیے گئے۔

رگ وید کے عہد کو چھوڑ کر سماج میں عورتوں کا مقام انتہائی پستی کا نظر آتا ہے۔ کچی عمر میں ان کی شادی کو مقدس قرار دے دیا گیا۔ ستی کا طریقہ عام ہوگیا۔ تاہم غیر ملکی سیاح ابن بطوطہ نے لکھا ہے کہ ستی سی کی ادائیگی کے لیے سلطان سے اجازت لینی پڑتی تھی۔ بیواؤں کی دوبارہ شادی کی بھی اجازت نہیں تھی۔

وسطی دور میں عورتوں کا نقاب سے منھ ڈھکے رہنا اعلی ذات کی عورتوں میں کافی عام تھا۔ عربوں اور ترکوں نے اس طریقہ کو ایرانیوں سے اپنایا تھا اور اس کو اپنے ساتھ ہندوستان لائے تھے۔ ان کی وجہ سے شمالی ہندوستان میں یہ طریقہ وسیع پیمانے پر پھیلا۔ وسطی عہد میں پردے کا طریقہ سماج کی اعلیٰ طبقات کی علامت بن گیا اور وہ سبھی لوگ جو باعزت بننے کا خواہش مند تھے اس طریقے کو اپنانے لگے۔ نچلی ذات کے عورتوں میں اس کا رواج بہت کم تھا۔

مغل اقتدار کے زوال اور ہندوستان میں نوآبادیاتی ڈھانچے کی توسیع کے ساتھ جدید تصورات کا اثر بڑھنے لگا اور تبدیلی کا عمل ایک مختلف سمت میں ہونے لگا۔ جدید تعلیم کے زیر اثر سماجی اصلاح کاروں نے عورتوں کی حالت کو بہتر بنانے کے قانون کے لیے کوشش کی۔ رام موہن رائے، رادھا کانت دیپ، بھوانی چرن بنرجی کی کوششوں سے ستی کی رسم پر 1829ء میں پابندی لگادی گئی۔ 1895 میں بچیوں کا مارڈالنے کو قتل قرار دیا گیا۔ آزاد ہندوستان میں 1955ء کے ہندو میرج ایکٹ کے ذریعہ دولہے کی کم سے کم عمر 10 سال اور دولہن کی 15 سال مقرر کی گئی۔

ہندوستان کی قبائلی برادریاں

قبیلہ ان برادریوں کے لیے جدید اصطلاح ہے جو انتہائی قدیم ہیں اور جو براعظم صغیر کے سب سے قدیم باشندے ہیں۔ قبائل آبادی میں عام طور سے درج ذیل خصوصیات کی موجودگی کی توقع کی جاتی ہے:

1۔ قبائل کا تعلق اس علاقے سے ہے جو بہت زیادہ قدیم تھے۔

2۔ وہ پہاڑوں اور جنگلات میں نسبتاً تنہائی میں رہتے تھے۔

3۔ ان کے سماجی معاشی اور تعلیمی فروغ کو ترجیح دی جانی چاہیے۔

4۔ ان کی ثقافتی خصوصیات (زبان، روایات، ایقانات اور رسوم ورواج) اور طرز زندگی سماج کے دوسرے طبقات سے کافی مختلف ہوتے ہیں۔

قبائل دیسی باشندے ہیں جن کے لیے چوتھی دنیا کی اصطلاح استعمال کی جاتی ہے۔ یہ باشندے ملک کی قدیم اصل آبادی کی نسل سے ہیں اور آج یہ اپنے ہی علاقے کے حقوق سے مکمل طور پر یا جزوی طور پر محروم ہیں۔ یہ دیسی باشندے اپنی ثقافت، مذہب، سماجی اور معاشی تنظیموں کے لحاظ سے کافی حد تک مختلف ہیں۔ بیرونی دنیا کے ذریعہ ان کا آج بھی استحصال کیا جارہا ہے۔

حکومت ہند نے 427 برادریوں کو نشان زد کیا ہے اور ان کو درج فہرست قبائل میں شامل کیا ہے۔ ان قبائل کو درج فہرست قبائل کے طور پر جانا جاتا ہے۔ ان کو ہندوستانی آئین خصوصی تحفظ اور مراعات فراہم کی گئی ہیں۔ ہندوستانی آئین کی دفعات کے لحاظ سے ان کی تعداد 43 کروڑ ہے اور 2001 کی مردم شماری کے مطابق یہ ملک کی آبادی کے 8.2 فی صد کے برابر ہیں۔

قبائل آبادی کی تقسیم اور ان کے تنوع کے نکتہ نظر سے ہندوستان کو سات خطوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے:

شمالی خطہ: یہ خطہ ہماچل پردویش، پنجاب، ذیلی ہمالیائی، اتر پردیش، بہار پر پھیلا ہوا ہے۔ اس خطہ کے بڑے قبائل کھاسہ، تھارو، بھوسکا، بھوتیا، گوجر اور جون ساری ہیں۔

شمالی مشرقی خطہ: اس خطہ میں سات شمال، مشرقی ریاستیں شامل ہیں اور یہاں کے بڑے قبائل گروپ ہیں ناگا، کھاسی، گارو، مشنگ، میری، کرلی اور اپاتیوں۔

مرکزی خطہ: اس علاقہ میں قبائلی آبادی کی سب سے گھنا ارتکاز ہے۔ یہ جنوبی مدھیہ پردیش سے جنوبی بہار اور شمالی اڑیسہ تک پھیلا ہوا ہے۔ اس علاقہ کے بڑے قبائل سنتھال، ہو، بائگا، ابھوجھا نریہ، موریا، منڈا اور برہور ہیں۔

جنوبی خطہ: یہ خطہ نیلگیری پہاڑوں اور آندھرا پردیش اور کرناٹک کے متصل پہاڑی علاقوں پر مشتمل ہے۔ یہ سب سے چھوٹا، انتہائی پسماندہ اور انتہائی الگ تھلگ قبائلی علاقہ ہے۔ اس خطہ کے قبائل ٹوڈا، کویا، چنچو اور الارہیں۔

مشرقی خطہ: اس خطہ میں مغربی بنگال اور اڑیسہ شامل ہیں اور یہاں پراجا، کوندھو، بوند، بھومیا، گداب، بھونیا اور سکورا قبائل شامل ہیں۔

مغربی: اس علاقہ میں راجستھان اور گجرات شامل ہیں۔ یہاں بھیل، گراسیا اور مینا قبائل آباد ہیں۔

جزائری خطہ: انڈمان اور نکوبار جزائر، لکش دور میں، دمن اور دیو اس خطہ میں شامل ہیں۔ گریٹ انڈمان، سینپنلی، جادواونگ، نکوباری اور شاچین اس خطہ کے قبائل ہیں۔

اپنا تجزیہ کریں:

سوال: ہندوستان میں کشمیر شناختوں کی ابتدا کی وضاحت کیجیے۔

سوال: ورنی اور جاتی نظام کے درمیان فرق بتایئے۔

سوال: ہندوستان میں ذات پات کے نظام کی خصوصیات پر تبادلہ خیال کیجیے۔

سوال: واضح کیجیے کہ پرش ارتھ، آشرم اور سنسکار آپس میں کس طرح جڑے ہوئے ہیں؟

سوال: شادیوں کی ان مختلف اقسام کے بارے میں بتایئے جو ہندوستانی سماج میں رائج ہیں۔

سوال: ہندوستانی سماج کی تاریخ میں عورتوں کی حیثیت کا تنقید جائزہ لیجیے۔

سوال: ججمانی نظام کیا ہے؟ حالی ادوار میں یہ کیوں ٹوٹا جارہا ہے؟